فضائلِ اخلاق کی اہمیت

مدرس: پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: ((اِنَّ الْمُؤْمِنَ لَیُدْرِكُ بِحُسْنِ خُلُقِهٖ دَرَجَاتِ قَائِمِ اللَّیْلِ صَائِمِ النَّهَارِ)) (رواہ احمد و ابوداؤد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرماتے تھے: ''صاحب ایمان بندہ اپنے اچھے اخلاق سے ان لوگوں کے درجات حاصل کر لیتا ہے جو رات بھر نفلی نمازیں پڑھتے ہوں اور دن کو روزہ رکھتے ہوں''۔

اس حدیث سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ جب کسی شخص کا عقیدہ صحیح اور عمل درست ہو تو اگرچہ ایسا شخص رات کے نوافل اور رمضان کے علاوہ روزے کثرت کے ساتھ نہ رکھتا ہو، مگر اُس کی شخصیت حسنِ اخلاق سے مزین ہو تو ایسا شخص عبادات میں سبقت لے جانے والے مؤمنین کی سی فضیلت حاصل کر لیتا ہے۔

حسن اخلاق انسان کے کردار اور رویے کو دلکش بناتا ہے اور ایسے آدمی کی شخصیت عوام الناس کے درمیان پرکشش اور ہر دل عزیز ہو جاتی ہے۔ وہ اپنی اخلاقی خوبیوں کی بنا پر لوگوں کی توجہ کا مرکز بن جاتا ہے۔ ہمارے سچے اور حقیقی راہنما اللہ کے رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ جب ہم اُن کی زندگی کا مطالعہ کرتے ہیں تو انہیں تمام فضائل اخلاق سے آراستہ پاتے ہیں۔ ایسا کیوں نہ ہو، اللہ تعالیٰ نے انہیں بنی نوع انسان کے لیے نمونہ بنا کر بھیجا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے بھرپور زندگی بسر کی۔ آپؐ روزمرہ کے کام کاج میں حصہ لیتے، خرید و فروخت کرتے، ضرورت مندوں کی ضرورتیں پوری کرتے، دوسروں کے ساتھ شائستہ انداز میں گفتگو کرتے، ساتھیوں کی تربیت کرتے، دشمنوں کے ناپاک عزائم سے باخبر اور ہوشیار رہتے، صحابہؓ کے ساتھ سنجیدہ گفتگو کرتے اور کبھی کبھی خوش طبعی بھی فرماتے۔ آپؐ اس رویے اور طرزِ عمل کے ساتھ ساتھ حقوق اللہ کی ادائیگی میں بھی پیش پیش تھے۔ پنجگانہ نمازوں کے علاوہ آپؐ رات کے اوقات میں نفل نمازیں بھی پڑھتے، رمضان کے روزے تو فرض ہیں، ان کے علاوہ بھی ہر مہینے کئی دن نفل روزہ رکھتے۔ تاہم رات کے اوقات میں آرام بھی فرماتے۔ دن کو دوپہر کے وقت تھوڑی دیر کے لیے لیٹ جانا بھی آپؐ کے معمول میں شامل تھا۔ چونکہ آپ ﷺ کی زندگی سراسر متوازن تھی اس لیے خالق کائنات نے ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (الاحزاب: ۲۱) ''تمہارے لیے رسول

اللہ (ﷺ) کی زندگی میں اچھا نمونہ موجود ہے'' کے الفاظ قرآن میں نازل فرما کر انسانوں کے لیے صراطِ مستقیم پر چلنے کا عملی مظہر فراہم کر دیا۔

رسول اللہ ﷺ کے مقصد بعثت کا ایک نمایاں پہلو یہ بھی ہے کہ وہ انسانوں کو شرفِ انسانیت سکھائیں اور شرفِ انسانیت فضائل اخلاق ہی کا دوسرا نام ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:((اِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا))(۱) ''مجھے تو معلم بنا کر بھیجا گیا ہے''۔ ان الفاظ کے ساتھ جہاں آپؐ نے معلمین کی عظمت واضح کی، وہاں اساتذہ کی ذمہ داری بھی بتا دی کہ وہ اپنے متعلمین کے لیے مثالی کردار کے حامل بنیں۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:((بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ حُسْنَ الْاَخْلَاقِ))(۲) ''مجھے اخلاقی خوبیوں کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہے''۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی پوری زندگی فضائل اخلاق کی مظہر تھی۔ آپؐ نے اپنے ساتھیوں کی اس طرح تربیت کی کہ اُن میں سے ہر فرد اخلاقی خوبیوں سے متصف نظر آتا ہے۔

اس حدیث میں فضائل اخلاق کی اہمیت بیان کرتے ہوئے واضح کیا گیا ہے کہ بلاشبہ کثرت کے ساتھ نفلی روزے رکھنا اور رات کے اوقات میں عبادت کے لیے کھڑے ہونا بہت اچھے کام ہیں، مگر ان کاموں میں مصروف زندگی گزارنا خاصا مشکل کام ہے۔ البتہ جو آدمی نفلی نمازیں اور روزے تو زیادہ نہیں رکھتا مگر وہ اخلاقی خوبیوں سے متصف ہے تو وہ مرتبے اور مقام کے اعتبار سے اس شخص کے درجہ کو پالیتا ہے جو رات بھر نمازیں پڑھتا ہو اور دن کے وقت زیادہ تر روزہ رکھتا ہو۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپؐ نے فرمایا: ''دیکھو ابھی ایک جنتی شخص آنے والا ہے''۔ تھوڑی دیر میں ایک انصاریؓ اپنے بائیں ہاتھ میں اپنی جوتیاں لیے ہوئے تازہ وضو کر کے آ رہے تھے۔ داڑھی پر سے پانی ٹپک رہا تھا۔ دوسرے دن بھی اسی طرح ہم بیٹھے ہوئے تھے کہ آپؐ نے یہی فرمایا اور وہی شخص اسی طرح آئے۔ تیسرے دن بھی یہی ہوا۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما متجسس ہوئے کہ یہ انصاری صحابی، جنہیں آپؐ نے جنتی کہا ہے، کیا عمل کرتے ہیں۔ لہٰذا جب مجلس نبویؐ ختم ہوئی اور یہ بزرگ وہاں سے اٹھ کر چلے تو حضرت عبداللہ بن عمروؓ بھی ان کے پیچھے ہو لیے اور ان انصاری صحابیؓ سے کہنے لگے کہ حضرت! مجھ میں اور میرے والد میں کچھ تکرار ہو گئی ہے جس پر میں قسم کھا بیٹھا ہوں کہ تین دن تک اپنے گھر نہیں جاؤں گا۔ پس اگر آپ مہربانی فرما کر مجھے اجازت دیں تو میں یہ تین دن آپ کے ہاں گزار لوں۔ انہوں نے کہا بہت اچھا۔ چنانچہ حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ تین راتیں ان کے ساتھ گزاریں۔ دیکھا کہ وہ رات کو تہجد کی لمبی نماز بھی نہیں پڑھتے۔ صرف اتنا کرتے ہیں کہ جب آنکھ کھلتی ہے تو اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اس کی بڑائی اپنے بستر پر ہی لیٹے

(۱) سنن ابن ماجه، کتاب المقدمة، باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم۔

(۲) موطا مالك، کتاب الجامع، باب انه قد بلغ ان رسول الله ﷺ قال بعثت لاتمم......

لیٹے کر لیتے ہیں' یہاں تک کہ فجر کی نماز کے لیے اٹھ جاتے ہیں۔ ہاں یہ ضرور تھا کہ میں نے ان کے منہ سے سوائے کلمہ خیر کے اور کچھ نہیں سنا۔ بہر حال جب تین راتیں گزر گئیں تو مجھے ان کا عمل بہت ہی ہلکا سا معلوم ہونے لگا۔ اب میں نے ان سے کہا کہ حضرت! دراصل نہ تو میرے اور میرے والد کے درمیان کوئی ایسی باتیں ہوئی تھیں نہ میں نے ناراضی کے باعث گھر چھوڑا تھا' بلکہ واقعہ یہ ہوا کہ تین مرتبہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ابھی ایک جنتی شخص آ رہا ہے اور تینوں مرتبہ آپ ہی تشریف لائے تو میں نے ارادہ کیا کہ آپ کی خدمت میں کچھ دن رہ کر دیکھوں تو سہی کہ آپ ایسی کون سی عبادتیں کرتے ہیں جو جیتے جی بزبانِ رسولؐ آپ کے جنتی ہونے کی یقینی خبر ہم تک پہنچ گئی۔ چنانچہ میں نے یہ بہانہ بنایا اور تین رات تک آپ کی خدمت میں رہا تاکہ آپ کے اعمال دیکھ کر میں بھی ویسے ہی عمل شروع کر دوں' لیکن میں نے تو آپ کو نہ تو کوئی نیا عمل کرتے ہوئے دیکھا نہ عبادت ہی میں اَوروں سے زیادہ بڑھا ہوا دیکھا۔ اب میں جا رہا ہوں لیکن ایک سوال ہے کہ آپ ہی بتایئے آخر وہ کون سا عمل ہے جس نے آپ کو پیغمبر خدا ﷺ کی زبانی جنتی بنا دیا؟ انہوں نے کہا بس تم میرے اعمال کو دیکھ چکے' ان کے سوا اور کوئی خاص پوشیدہ عمل تو ہے نہیں۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرو اُن سے رخصت ہو کر چل دیے۔ تھوڑی ہی دور نکلے تھے کہ انہوں نے آواز دی اور فرمایا: ''ہاں' میرا ایک عمل سنتے جاؤ۔ وہ یہ کہ میرے دل میں کبھی کسی مسلمان سے دھوکہ بازی' حسد اور بغض کا ارادہ بھی نہیں ہوا۔ میں کبھی کسی مسلمان کا بدخواہ نہیں بنا''۔ حضرت عبداللہؓ نے یہ سن کر فرمایا کہ بس اب معلوم ہو گیا' اسی عمل نے آپ کو اس درجہ تک پہنچایا اور یہی وہ چیز ہے جو ہر ایک کے بس کی نہیں۔

جان لینا چاہیے کہ فضائل اخلاق نام ہے دوسروں کے ساتھ حسن سلوک کا۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: ((**اَحْسِنْ خُلُقَكَ لِلنَّاسِ يَا مُعَاذُ بْنَ جَبَلٍ**))(۳) ''اے معاذ! لوگوں کے لیے اپنے اخلاق کو بہتر بناؤ''۔ گویا اچھا انسان وہ ہے جو دوسروں کے لیے مفید ہو اور ہر کوئی اس کی اذیت سے مأمون و محفوظ ہو۔

رحم دلی اچھی عادت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں پر رحم کرنے اور معاف کرنے کا درس دیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ((**لَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مَنْ لَا يَرْحَمُ النَّاسَ**))(٤) ''وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت سے محروم رہیں گے جن کے دلوں میں دوسرے آدمیوں کے لیے رحم نہیں''۔ کسی انسان یا جانور کو تکلیف یا مشکل میں دیکھ کر اس کی مدد کے لیے آگے بڑھنا بہت بڑی نیکی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((**مَنْ قَضٰى لِاَحَدٍ مِنْ اُمَّتِيْ حَاجَةً يُرِيْدُ اَنْ يَّسُرَّهٗ بِهَا فَقَدْ سَرَّنِيْ وَمَنْ سَرَّنِيْ فَقَدْ سَرَّ اللّٰهَ وَمَنْ سَرَّ اللّٰهَ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ**))(٥)

(۳) موطا مالك' كتاب الجامع' باب ما جاء في حسن الخلق۔

(٤) صحيح البخاري' كتاب التوحيد' باب قول الله تبارك وتعالى قل ادعوا الله او ادعوا الرحمٰن۔

(٥) رواه البيهقي في شعب الايمان۔

''جس نے میرے کسی اُمتی کی حاجت پوری کر دی' اس کا دل خوش کرنے کے لیے' تو اس نے مجھے خوش کیا' اور جس نے مجھے خوش کیا اس نے میرے اللہ کو خوش کیا اور جس نے اللہ کو خوش کیا اللہ اس کو جنت میں داخل فرمائے گا۔''

اللہ تعالیٰ ساری مخلوق کا کفیل ہے۔ وہ سب کا روزی رساں اور ضروریاتِ زندگی کو پورا کرنے والا ہے۔ تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کا کنبہ ہے۔ پس جو آدمی اللہ کی مخلوق کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے وہ اللہ کا پسندیدہ بن جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَلْخَلْقُ عَيَالُ اللّٰهِ، فَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَى اللّٰهِ مَنْ اَحْسَنَ اِلٰى عَيَالِهٖ))(٦)

''ساری مخلوق اللہ کا کنبہ ہے۔ پس اللہ کو اپنی ساری مخلوق میں زیادہ محبت ان بندوں سے ہے جو اُس کی مخلوق کے ساتھ احسان کریں۔''

مشرکین مکہ نے رسول اکرم ﷺ پر اور آپؐ کے ساتھیوں پر اس قدر ظلم کیا کہ انہیں مکہ چھوڑ کر مدینہ میں پناہ لینی پڑی۔ لیکن فتح مکہ کے موقع پر آپؐ نے عام معافی کا اعلان فرما کر کہ: ((فَاِنِّىْ اَقُوْلُ لَكُمْ مَا قَالَ يُوْسُفُ لِاِخْوَتِهٖ: لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ، اِذْهَبُوْا فَاَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ))(٧) ''میں تم سے وہی کہوں گا جو یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا: آج تمہارے اوپر کوئی گرفت نہیں' جاؤ' پس تم آزاد ہو' حسن اخلاق کا وہ نمونہ چھوڑا کہ دنیا اس کی مثال پیش نہیں کر سکتی۔ بدلہ لینے اور سزا دینے کی قدرت رکھنے کے باوجود معاف کرنا اللہ کو بہت پسند ہے۔ ایثار و قربانی بہت بڑی اخلاقی خوبی ہے۔ یہ خوبی آپؐ کے کردار میں بدرجۂ اتم پائی جاتی تھی۔ آپؐ کئی کئی دن کے فاقے برداشت کر لیتے تھے لیکن دوسروں کے سوال کو کبھی ردّ نہ فرماتے تھے۔ آپؐ کے صحابہ کرام ؓ میں بھی یہ خوبی نمایاں تھی کہ وہ اپنی ضرورت پر دوسروں کی ضرورت کو ترجیح دیتے تھے۔ قرآن مجید میں مؤمنین صادقین کی ایک یہ صفت بیان کی گئی ہے کہ: ﴿وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ﴾ (الحشر:٩) ''وہ دوسروں کو اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں چاہے وہ خود تنگی میں ہوں (ضرورت مند ہوں)''۔ یہی وجہ ہے کہ آپؐ کی راہنمائی میں وہ معاشرہ وجود میں آیا جس کے افراد باہم شیر و شکر اور الفت و محبت کے رشتہ میں منسلک تھے۔ کسی دوسرے کی تکلیف کو گوارا نہ کرتے تھے' بلکہ خود تکلیف اٹھا کر دوسروں کے لیے راحت کا سامان بہم پہنچاتے تھے۔ سیرت صحابہؓ میں اس قسم کے بے شمار واقعات تاریخ کا حصہ ہیں۔

غصہ انسان کی سرشت میں ہے' مگر غصے پر کنٹرول نہ کر سکنا اور آپے سے باہر ہو جانا رذائل اخلاق

---

(٦) رواه البيهقي في شعب الايمان۔

(٧) یہ روایت کتب سیرت میں مختلف حوالوں سے نقل ہوئی ہے۔ علامہ البانی ؒ نے ڈاکٹر سعید رمضان البوطی کی کتاب فقه السيرة پر اپنے نقد و تبصرے میں اسے ضعیف کہا ہے۔ ملاحظہ ہو: ص ۳۸۲۔

میں سے ہے۔ جبکہ غصے پر قابو پانا بڑی فضیلت کی بات ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَيْسَ الشَّدِيْدُ بِالصُّرَعَةِ، اِنَّمَا الشَّدِيْدُ الَّذِيْ يَمْلِكُ نَفْسَهٗ عِنْدَ الْغَضَبِ))(۸)

''پہلوان اور طاقتور وہ نہیں ہے جو مدمقابل کو پچھاڑ دے' بلکہ پہلوان تو درحقیقت وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے نفس پر قابو رکھے۔''

اللہ کی رضا کی خاطر غصہ پی جانے والوں کے لیے بشارت ہے کہ اللہ انہیں قیامت کے دن ساری مخلوق کے سامنے لائیں گے اور ان کو اختیار دیں گے کہ حورانِ بہشت میں سے جس حور کو چاہیں اپنے لیے پسند کر لیں۔ (جامع ترمذی' سنن ابی داؤد)

باہم نفرت و عداوت' حسد اور بدگمانی' بغض اور کینہ' یہ سب رذائل اخلاق ہیں۔ ان سے بچنے کی تاکید کی گئی ہے۔ نرم مزاجی' حلم و بردباری' خوش کلامی' صدق و امانت' قناعت و استغناء' شرم و حیا اور صبر و شکر اخلاقی خوبیاں ہیں جن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

((اِنَّ اَثْقَلَ شَیْءٍ یُوْضَعُ فِیْ مِیْزَانِ الْمُؤْمِنِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ خُلُقٌ حَسَنٌ))(۹)

''قیامت کے دن مؤمن کی میزانِ عمل میں سب سے زیادہ وزنی اور بھاری چیز جو رکھی جائے گی وہ اس کے اچھے اخلاق ہوں گے''۔

حسن اخلاق میں یہ بھی ہے کہ اپنے مسلمان بھائی سے شگفتہ روئی کے ساتھ ملاقات کی جائے۔ اس کام میں نہ تو کوئی پیسہ خرچ ہوتا ہے اور نہ ہی کسی قسم کی تکلیف اٹھانی پڑتی ہے' جبکہ یہ بھی بڑے اجر و ثواب کا کام ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ کسی بھی نیکی کو حقیر نہ جانو۔ اگر تم اپنے مسلمان بھائی سے خندہ پیشانی سے ملتے ہو تو یہ بھی ایک قابل قدر نیکی ہے۔

پس ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ اخلاقی خوبیاں اپنائے۔ دوسروں کے لیے نیک اور مفید جذبات رکھے۔ کسی اخلاقی خوبی کو معمولی خیال نہ کرے اور رذائل اخلاق سے اپنے دامن کو بچا کر رکھے۔ ○○

---

(۸) صحیح البخاری' کتاب الادب' باب الحذر من الغضب۔ وصحیح مسلم' کتاب البر و الصلة و الآداب' باب فضل من علیك نفسه عند الغضب......

(۹) رواہ البیهقی فی شعب الایمان۔

قرآن حکیم کی مقدس آیات اور احادیث نبوی آپ کی دینی معلومات میں اضافے اور دعوت و تبلیغ کے لیے شائع کی جاتی ہیں۔ اس کا احترام آپ پر فرض ہے۔ لہٰذا جن صفحات پر یہ آیات درج ہیں ان کو صحیح اسلامی طریقے کے مطابق بے حرمتی سے محفوظ رکھیں۔